

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِينَ

این کتاب مجید و قرآن اعلام است
 این از شخصی به نام بهرام بهرامی

اعلام الناس

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيًّا وَفَلْيَقْرَأُوا الْحَمْدَ

ص ۱ اول

شهر نورالدین خراسانی

نظام الدین محمد بن خراسانی

نورالدین محمد بن خراسانی

بنیادین بن محمد خراسانی

سلامی از دول اندر نوازی جدا
 شده اندر خانه تا شود بهل نصاب

مَحَالٌ لَمْ يَكُنْ لِي إِذْ أَرَاكَ تَحْتَ رِجْلِكَ جَالٍ لِقَعْرِ الْوَيْدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خبر و تحقیق علی سید و آلہ کبریا اما بعد بند و سرافند و ناقص الاحمال
سید محمد حسن باد و بی تریل بھوپال بخت فیض رحمت طلسمی ندوی الالباب
عرض کرتا ہے کہ جو حضرت مرزا صاحب قادری کا ایسے زمانہ کثرت شہادت و
شہادت میں ایک نعت اکیلا اور رحمت غیر متناہی ہے سب اہل سلام کو لازم
کہ اس نعت کی ناشکری نہ کریں ۛ شکر نعت نعت افزون کند ۛ اکثر نعمت
میں رون کند ۛ کان اللہ تعالیٰ کہیں شکو شکو نہ کرے نہ کہ انجید و دھڑ
بہر نصیرا و گئے وجہ و باجو سے زریعہ بین آگیا ہے آدھ رمضان طوم خداوندی
بقان با ایمان کو جلوے دکھا رہا ہے تا یہ قرآن مجید کیواسطے ہے و رہے
سام آ رہا ہے جلوہ سجالی تمام عالم میں فیض روح القدس کا پونچھا رہا ہے
فیض روح القدس باد بار و فریاد و دیگران ہم بندہ پیچھا سیکرہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اله الا انت سبحانک انی کنت من العباد

ہدایت و ہدایت کے چاہ سکوت میں نہ جوش بہن اور مہبت پر پار سے نہ خود
 دیا تھو صاحب کو خدا و یا نہیں آئی گناہ و ہم دہایت کا تو نہ تا کرتے اپنے ہر کرتی
 کے جہاگ گئے نیا فرقہ پر ہو و آریکا وہ ہم بر ہم ہو کیا یا شاگ کہ اس سے دوزخ کے
 لوگ گئے شکرین اور تمام جس باہنی اپنی مذہب کی حقیت سے سب ہی تو ہو
 ایسے لگو پدی پریشان ہیں تو دہری سخت جہان حضرت مظلوم کے مقابلے میں
 پیادہ سی کا کیا حال بیان کروں کہ وہ تو خود پادری صاحب ہی سے فرقہ سید و جنس
 کہ اپنے مسلک پر وہ سے باز نہ آدینگا بہو و کو نہ پوسنے کا فرض کہ تمام مخالفین
 حضرت مظلوم کے اس علم پر باہن سے فراد ہو گئے اور ہار گئے اور لوگ حضرت کی
 کشتی نوح میں سوار ہو گئے وہ قریب انشاء اللہ تعالیٰ اس طوفان مصلحت
 نخل کر پار ہو گئے یہ ترجیح یمن اور ان اشعار کہ ہے بسکو شختہ ہند سے اہل قریہ
 و نظرت ہو دوی محمد علی صاحب شیرازی فی شاعر و زانیہ محمد زحیر حسین صاحب
 پرچہ نمبر ۳۳ جلد ۲ مطبوعہ کمرہ سیرت شاہ جیو دہی میں لکھا ہے۔ و ہذا۔

تفصیل

<p>پرو فیضان خداوندی طربا گیز شادی ذوق ماسور و لہر نصیب تائید قرآن شد محمد راتج و فادوم دین دزدان جان بالہام و کرمانش بد دوزخیں جان شد زاناد از خرواہی صحت حق پر فیضان شد حاکم حق پر تائید کر دکا کش دیکان شد</p>	<p>بشارت اخی سلیمان کفر کفر و یار امام قادیانی سیرۃ الیقین غلام احمد سید اشعار و کمال فیض و دعائی نشان آسمانی شاہد لو کا دین و دعوی اگر بہت دینے خود دیکان ان مجیدین دین و دعوی حشر شکر کی دگر نی بہ</p>
--	---

صفات کامل ثابت بقرآن کو چون ا
 ندر اجماع و جهان ماضی اندر جویت
 که بر یون خود در جمهم دیا می که بر دگر
 حفاظت پادشاهی گودار و پادین محفل
 الا ای دشمن دین گر گنی رنوبر آتش
 گرت طاقت نباشد خلعت اسلام وین
 چنین محفل تا خص منکر اسلام حق باشد
 الا ای پیدی دانا شر از پیدی می جانی
 چنانست و بجناده شود مقهور امن دنیا
 بیا احوط السلب بیان ده از وسطین دست
 در دایر صدق دل از دوی نسلی کن نشانی هر
 اگر از ناز می نام و نشان بولی که نام است
 همین است این غلامی که دین آفر و دنیا

درین صفت میرزا آتش زهر و زهره
 الوهیت درون اندر بقعه قمار بگوان شد
 بخوس و شرک و پیدی دهری تشبیه
 یهودی ناند از یهودی چه دوی جان شد
 که از لایک و سپید گشت و بد گشت دوی جان
 مسلمان مسلمان چه قائم بر تو بران شد
 که اسلام از غنا یا ستانی جین جان شد
 اسید میوه از دوسه می نماید هر کاهان شد
 بکن ترک تصب کین تصب کج شیطانی شد
 که انکار از فیوضات طایفی انجده سران شد
 بیا چه خوان فیضان خدا آنجا که جهان شد
 که از غیر البشیرت گیر او صبح صبحان شد
 اگر باشد زریا اتصال او بدوران شد

حقیقی را متناسه زیارت بود بکے نایت

بگماشته بود در بیدارک شاد و فرحان شد

مروای محمد حسین صاحب شافق است که او وقت بین که سبب رفع کینه و رنج
 نو از مارت در رضا صاحب کو کچه ز که لیا تھا اپنے سطلے میں گئے ہیں۔ او صند
 بجا لیون کے رہتا اور چرائی فوات سے دوستی ان باب سے تمام جهان کے
 مشفقون سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب کی قیمت کو گون کے دلوں میں کھنکھاتا

[illegible]

ہیں کہ فرزا صاحب کو ایک ایسا صاحب بھی ہوا تھا کہ کچھ دنوں کو اس نے اپنے ہاتھ سے
 پنا پنچہ برائین احمد بن علی بن ابی طالب سے تصدیق فرمائی تھی کہ اس کا اصل حق ہو کہ بیٹے کو
 میری تصدیق کر کے بعد تصدیق بھی منکر ہو جائیگا جسے میں کہتا ہوں کہ اس کے پاس
 پورے صدق و بیب غلطی شان اپنی کے مولوی صاحب ہی ہیں اس
 اتحاد ایسا ہے بھی مسلم ہونا حضرت فرزا صاحب کا ثابت ہو گیا واضح ہو کہ بیٹے
 مولوی محمد حسین صاحب نے فرزا صاحب کی تلمذ بیب شروع کی ہے بعد اس تصدیق
 کے ہر نقل کی گئی تب سے مولوی صاحب صریح کا وہ مرتبہ قبولیت ہو تا مگر صریح
 کے دونوں بین تھا وہ اب نہیں رہا بلکہ اکثر لوگ اوکو نیچر کی طرف منسوب کرنے
 لگے ہیں اور محبت و نیا اور بیب اس کے ملاقات دو سناہ حکام انگریزی سے انہیں
 یہ کہی ہے محبت اللہ بنیاد اس کی شکل خطیب بنو احمد اکبر ایک زمانہ تو وہ تھا
 کہ جب اس قدر مراد رسالہ گورنر جنرل ہند کے بقام لاہور گیا تھا اور مولوی صاحب
 ملاقات ہوئی تب مولوی صاحب نے یہ کہ ایک اور دینی کے جو اس وقت اللہ تعالیٰ
 نے میرے ہاتھ سے صادر کر دیا تھا بہت سی مددات میری فرمائی اور دعوت دہی کی
 سچے بھی چاہا کہ مولوی صاحب کی دعوت کروں اور رسالہ فی بین لہجہ ان بلکہ خوب
 یاد ہے کہ مولوی صاحب نے یہ خبر کیا تھا کہ میں شان و شوکت کفار و نصاریٰ کی لکھا
 بہت کروہ کہتا ہوں اور نہایت درجہ اس سے بلکہ کراہت ہے میں وہ وہاں
 جاتے اور قبول دعوت سے معذور ہوں اب ایک حال ہے کہ وہ لوگ صاحبین
 پیشہ پاز کے پاس لکھتے ہیں اور مولوی صاحب ہیں اور لکھتے ہیں
 وہ صاحبان مالیشان ہیں اگرچہ اس وقت میں بھی مولوی صاحب نے ہمارا ایک لکھ

انعام دیا ہے جو متعلق حکام تھا اور ہم سولوی صاحب کے ہوتے شکر دین میں گرفتار
 و خوی سے نہ شکر دینی میں بیش الدین تو سولوی صاحب کے حال پر ہم نہ شکر دیتے
 ان کے لئے کہ جو حق و حق پرست ہیں غیور و حق پرست اول مریدانہ بار و
 حج تو فی رضا خدا و رضا کردہ جس کی فی اللہ تعالیٰ میں کائناتی و دنیائی فکرت اذ شکر
 یا شکر یا حاصل اور بھی بہت سے ملا و فضلا مرزا صاحب کی ولایت اور حد
 ہوتے اور علم ہونے کی تصدیق فرماتے ہیں بلکہ ان کے فیضان سے مستفید ہوئے
 ہوتے ہیں اگر ان سب کا کلام نقل کروں تو ایک دفتر طویل ہو جاوے گا ان دو
 صاحبوں کا کلام اس واسطے نقل کیا گیا کہ وہ دونوں ملازم سولایہ مرید پرستین
 مظلوم العالی کے ہیں جو دین زمانہ علوم ظاہر و باطن میں ہمارے مقتدا ہیں جب چاہا
 بخیرت ان ملا و فضلا کے جو مرزا صاحب کے کتب میں اور ان کے در
 صاحب و فضلا سے جانتے ہیں بلکہ نوبت باین رسید کہ اتحاد و نزاع کی طرف متوجہ
 کرتے ہیں یہ استفاد کرتا ہے کہ مرزا صاحب میں وہ کوئی امر اتحاد و نزاع کا
 بیان تو کیا جاوے۔ اگر کوئی صاحب کہیں کہ اندون یا منوں سے دعویٰ جیسی ہوگا
 کیا ہے اور ج آئین اور حد شیعہ جیسی علیہ السلام کے بارہ ہیں و اور ہیں و ان کے
 اپنی ذات کو قرار دیا ہے قطع نظر ان دعاوی کے جو سابقین میں اور سے صادر ہو
 گئے یہ ایک ایسا بادعویٰ ہے کہ جس سے کدورت و کدورت نظر میں آئے ہو
 کا اس وجہ سے ہم ان کو ملحوظ جانتے ہیں چنانچہ آجکل میان عبدالحی صاحب فروری
 سال امر شکر مرزا صاحب نے ایک اشتہار بجا لایا ہے اور مرزا صاحب
 کو واسطے بجا لایا ہے کہ اس کی نسبت یہ سچو ان گذارش کرنا ہے کہ

[illegible]

دار فاع پنجاب سے دعویٰ عیسائی ہونے کا کیا ہے اور جو آئین اور حدیثیں عیسائی مذہب کے
 کے بارہ میں وارد ہیں ان کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہے **اقول** ایسی کتب جو
 یہ نہیں معلوم کہ حضرت مرزا صاحب نے اس درخواست سے پہلے کیا جواب دیا ہے
 اور حال سے خالی نہیں یا تو بشرائط مفید طریقین سے پہلے کہنا منظور فرماویں گے یا اس کے
 اگر بیان عہد الحق کچھ ایسے اکابر اور شاہیرین سے نہیں ہیں جن سے پہلے کہنے
 میں اثر تمام اور نفع عام پہنچے منظور فرماویں گے کیونکہ یہ ایک عظیم الشان امر ہے
 اور جس سے ہرے کو گن گراہیں رہتا ہے لہذا جانب مخالفت میں کوئی بہت بڑا
 شخص ہونا چاہیے جیسے مولانا سید محمد تہجد حسین صاحبہ ناگراؤسکی غامبی اور غلوئی
 کا اثر تمام اہل اسلام کو پہنچے اور اگر یہ بھی نہیں تو یہ ہونا چاہیے کہ تمام اراکین اہل
 اسلام خواد اختیار دین خواہ با اعتبار دنیا گل جلاو کے کسی ایک ہندوستان کو بھی
 سہی اپنے اپنے اختلاف اس قرار سے کر دیں کہ وہ صورت غامبی مرزا صاحب کے
 ہم سب دعویٰ مرزا صاحب کو قبول و تصدیق کر لیں گے علیٰ ہذا نقیاس متفقین مرزا
 صاحب یہ اقرار کریں کہ وہ صورت غلوئی مرزا صاحب کے ہم مرزا صاحب کو اس کے
 خاص میں دعویٰ خلافت نفس الامور مخالفت حدیث جاہلین کے قابلیت یہ صورت
 نفع عام کی بدور نہ مرزا صاحب سے پہلے ہوا ایک شخص بدعتی و اعلیٰ کے کما تک پہنچے
 کوئی پھر یہ تک ہوا اگر کہنے بھی پھرے تو پھر ایسے سے پہلے کہنا ضرور مفید عام اور نتیجہ مند
 ہوا اور نفع تمام کیا ہو اگر جس کا اثر ایک ملک ہند پر بھی نہ پڑ گیا اور وہی اختلاف و نزاع
 باقی رہ گیا اور یہ بھی کشتہ زار دیا جاوے کہ جن میں صاحبون کو فرصت اور ملت ہو
 سب مقام سے ملتیں حاضر بھی ہوں اور شریک جلسہ ہو کر معاوناری بہ نصاب باری

راستہ نمود، حق سے کرین۔ پھر اس پر بھی یہ عرض سنو کہ میں بنی اہل و عیال کے
 مرزا صاحب کو ہم اپنی تکلیف نہیں دے سکتے۔ در صورت غائبی بغیر احاطہ سے کہ وہ ان
 کا مصداق ہوتا اس جہاں سے ہمارے وہاں میں کیونکر فرشتے کا جہانک کہ مرزا صاحب
 ان اہل و عیال کا مصداق بننا پڑے لیکن موافق قواعد عربیہ یا بقا عدلیہ کی تہذیب کے
 کے بلکہ سبھا دیوین یا اندر تعالیٰ جو قادر علیٰ کل شیء جو مرزا صاحب کے اور کا مصداق کر دے
 کیونکہ اگر اس کو قدرت ہے کہ ایک دن یا ایک ماہ میں کسی اصلاح کر دے جو جسے
 کہ پھر کوئی امر ان کی عیسویت میں باقی ہی نہیں ہے۔ حال تو ہے اس جہاں کا ہر مہمان
 بعد ازاں صاحب نے بلا سوچے انجام کا کہے اور بغیر توبہ کے حجاب اور میں شمار
 جہاں دیہ یا ہے جہاں کا یہ ہے کہ ہر حال میں نصف میرے اس خیال سے موافق ہو گا
 پناہ جو وہی محمد بشیر صاحب کی خدمت میں بیٹے یہ تقریر عرض کی اور انہوں نے تسلیم
 فرمایا بلکہ یہ ارشاد کیا کہ میری ونا ہی بہت کم ہیں خود کہ چکا ہوں کہ میرے بھلا کا شاکر یہ
 سہا بلکہ کچھ مفید نہیں ہو گا۔ اور کہنے اور سکھانے سے بیان کیا ہے کہ اگر تو مشرعوں کو کافی
 یہ تو تو اردو ہوا **فقہ** جیسا کہ حدیث صحیحین کی ہے کہ شیخ نے ان سے کہا کہ
 ان کے حق میں اس حدیث سے صاف معلوم ہے کہ مرزا تو ابن مریم ہیں ہے **اقول**
 مرزا صاحب کب کہتے ہیں کہ بن خلیفہ ابن مریم ہوں بلکہ میں اہل و عیال کے
 بن خلیفہ کوئی نزول ابن مریم کی نبی علیہ السلام نے فرمائی ہے اور میں تاویل
 کہتے ہیں جو یہ جو یہ تو اہل عرب کے کسے معلوم ہوتی ہے کہ وہ تاویل ہے جسکی نسبت
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یَوْمَ يَأْتِي تَارُوتُ بِطُورٍ لِّمَنْ يُّؤْمِنُ فَتَنَّا فِيهِ نَارًا فَآتَاهُ كُنُوزُهَا**
 یہ ہے نتیجہ۔ اب بحث تاویل جو جب محاورات عربیہ کے بیان کہانی ہوا تو اس کو

بموجب مواضع عرب کے معنی نزول من السماء وغیرہ میں ہے کہ یہ مفرد نہیں کہ اس سے
 نزول مجسم غصری و نکی ہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَأَنزَلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ**
بِأَسْمَائِهِمْ **وَكَلَّمَكَ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ** **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ**
بِأَسْمَائِهِمْ اور وہ کہو کہ **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ**
 کسی نے دیکھا ہے کہ پارچہ اور لمبوسات نہایت نہ تمام دنیا میں انواع انواع کے سوا
 جن آسمان سے ہوجہ و غصری اور کئے ہوں اور فرمایا **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ**
بِأَسْمَائِهِمْ **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ**
 سے نازل ہوئے تھے۔ اور دیکھو حدیث میں ہے **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ**
 کسی شفا خاں نے میں یا عطار کی دکان پر کوئی دوا کسی نے دیکھی کہ آسمان سے ہوجہ
 اور نری ہوا اور فرمایا **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ**
 اور آج سے کہ **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ** **بِأَسْمَائِهِمْ**
 بموجب محاورہ کتاب و سنت کے یہ کہ اگر نزول سے مراد نزول من السماء ہو جو
 غصری نہیں ہو تو کیا قصو کیا اور کیا احادیث سے **وَنَزَّلْنَاكَ عَلَىٰ قَوْمٍ** **بِأَسْمَائِهِمْ** **وَكَلَّمَكَ**
 یہ عرض ہے کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ مسافر کو ان ہی اسماء پر ہمارے ہمارے ہمارے
 ہے۔ اب دریاخت کیا جاتا ہے کہ آیا مسافر وہ کا بیٹا ہوتا ہے حقیقتاً۔ یا چاند کو
 عرب میں اپنی اہل گئے ہیں کیا چاند رات کا بیٹا حقیقی ہوتا ہے حقیقتاً۔ یا چاند کو
 ابن الہیل ماہ آسمان چاند بیارات کا نام ہے۔ یا چاند کو گنیت ہفتہ ابن کسب ہفتہ
 وغیرہ میں شخص کیا ہے تو بہت کثرت سے ایسی جگہ کی ہر صورت بطور ہفتہ
 کسی مناسبت کی وجہ سے وہاں ابن کا لفظ لگا دیا ہو گا نہ یہ کہ بیٹا حقیقی ہوا

مراد جو اگر مرزا صاحب سے بھی بطور استعارہ لیا جائے تو اس کے لیے یہ ہے ایسا شخص
 مراد لیا جائے اور اس کے آباء مشائخ زمان کے اس کو معلوم کہ یہ حاصل ہوئے ہوں اور
 انبیاء و ائمہ کے ہونے کے کسی مسئلے میں سلاسل لیا اور اس کے بعد اس کو اس کے
 اور کلمات و عبارات کتاب و سنت بنیاد اور اس کو دیکھ گئے ہوں تو کون سا
 استعمال لازم آیا ایسا استعارہ تو قطع نظر زبان عرب کے فارسی وغیرہ میں بھی شائع
 و افادہ ہے لفظی کتاب سے **ع** ضمیر م نذر بکلامش زنت چکر مریم صفت
 بکرہ البتہ مست و نقلی ہذا القیاس شل مشورہ سے لے سکتی ہے نیز کوئی شخص بھی اس
 میں فرعون اور موسیٰ حقیقتاً کان میں اگر کہا جاوے کہ مرزا صاحب اگر ایسا استعارہ
 اپنے کلام میں استعمال کرتے تو کوئی قباحت نہیں کلام رسول قہر کی میں انھوں
 نے ایسی تاویل کی جو تمام علمائے ملت و ملت کو معلوم نہ ہوئی اور صرف مرزا صاحب
 کو ہی سمجھی تو اس کا جواب ہے کہ کہ جسے اس وقت مستقبل کی خبر نہ صادر کرنے دی ہے
 اور کی حقیقت اور پوری پوری اہیت جنگ کہ وہ واقعہ نوہین صرف معلوم ظاہر
 معلوم نہیں ہو سکتی البتہ اوپر بیان لانا جیسا کہ اوٹے الفاظ و معانی ظاہر سے
 معلوم ہوتا ہے ضروری ہے اس کی چند نظیریں بطور شواہد کے میں پیش کرتا ہوں تاکہ
 اصل مدعی ہر شخص صفت کی بکھر میں آجاوے اور اس مقدمہ کا ثبوت بھی اوست
 ہو جاوے۔ انجیل اچھا ہے شرح ابن ماجہ میں لکھا ہے ان کلمات کثری اللہ عنہما
 جنتہما الصالحات تروی لکھ ان کلمات کثری اللہ عنہما تروی لکھ ان کلمات کثری اللہ عنہما
 ان کلمات کثری اللہ عنہما تروی لکھ ان کلمات کثری اللہ عنہما تروی لکھ ان کلمات کثری اللہ عنہما
 یہ تباری کو تروی لکھ ان کلمات کثری اللہ عنہما تروی لکھ ان کلمات کثری اللہ عنہما

کیا کہتے تھے بلکہ اول بظاہر سائل باریق گفت در یافت کر کے جواب دیتے تھے پس
 بیکرا اسوا مکاسبہ کا یہ حال تھا تو پیشین گوئیوں مستقبل کی گریہ کرنے کی کیا ضرورت
 تھی جبکہ اسکے کہ اس کے اٹھاؤ کا ہر وہ پر ایمان لایا یا ہوسے آیتھا فرمایا اللہ
 تعالیٰ نے لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَبُّهُوَ لَعَلَّ الْاَوَّلِيْنَ لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ فِي الْحَرَمِ مِنْ قَبْلُ
 وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الرَّسَالَ كَمَا تَقُولُونَ فَلَا تَكُونُوا كَقَوْمِكَافِرٍ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
 فِي الْحَرَمِ مِنْ قَبْلُ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ فِي الْحَرَمِ مِنْ قَبْلُ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ فِي الْحَرَمِ مِنْ قَبْلُ
 اس بات کی شان نزول میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خواب میں دیکھا کہ ساتھ اصحاب کے آپ کو تشریف لیگے اور وہاں بغیر
 خاطر عرو کیا یہ خواب آپ نے اصحاب سے بیان کیا چونکہ شیعاف زيارت کی یہ معتقد کہ
 تھا کہ کے چلنے کی بیماری کو ہی اور آنحضرت بھی ہمراہ اس کے روانہ ہوئے جب کہ
 کو معتقد کے پوسٹے کفار قریش مانع آئے اور آخر کار وہیں پر آپ کے اور کفار قریش کے
 مصاحفہ ہوا اور یہ قول وقرار ہوا کہ اس سال میں عرو کریں سال گذشتہ میں اگر کریں
 اصحاب اس بات سے بہت غول ہوئے حاصل کلام یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کی تعبیر میں
 میں صحابہ کو اہم سے بھی خطا واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسی سالی
 بھی اول اصحاب کو اہم کے ہی موافق رہی لیکن اصل حال یہ تھا کہ خواب بیشک صحابہ
 لیکن او میں نہ کچھ سی سال کی تعبیر تھی تاہم اسوا اور نزدیکی اور این ماجد اور عالم
 حضرت جانشین سے روایت کی ہے شک نہ تشریف میں موجود ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ اسے عثمان بیشک اللہ تعالیٰ کی
 تعبیر پہنا بیگا پھر اگر کتابت میں چاہیں کہ وہ قیص تمام دنا و نو تو ختم ست او کیو بیشک
 بجسے ملاقات کرو۔ اس پیشین گوئی میں اگر قیص کے معنی حقیقی مراد لیے جاویں

و تہنیں کوئی واقعہ نہیں ہوئی و نہ وہاں تشریف ہوا و دیگر اہل بیت کا ایک آنحضرت سے
 است و تہنیں کی خبر دی ہے لیکن تفصیل کے لیے خلافت سے ہے سو سابق اسکا
 ہے۔ اور تہنیں الشاہدین میں لکھا ہے کہ ابن عباس کو ابن عمر بن عمر بن مسعود سے روایت کی
 ہے کہ ہم کہلا میں آنحضرت امام حسین کے ساتھ تھے سو انہوں نے شکر کو دیکھ کر فرمایا کہ
 کیا اشراف اور اوسکے رسول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زنا یا مین دیکھا جن
 کو ایک گنا گنہگار سے اہل بیت کے خون میں نہا دیا ہے تو اسے قتل ہو کر شہداء میں تھا یعنی
 اوسکے بدن پر سینہ داغ تھے اوسکے گیسو سفیدی سے سیاہ وین تو یہ نہیں کوئی و تہنیں
 میں نہیں آئی مگر حضرت امام شیعہ نے اسکی تطبیق و تاویل کو فرمایا ہے۔
 تہنیں راہن میں لکھا ہے: یعنی اور طہرائی اور ابن عباس سے ابو ہریرہ سے روایت
 کی ہے کہ ایک گھر میں ہم و شرابی تھے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے
 پیچھے مر گیا مار میں ہو گا سو اٹھ تو مجھے بن سرور میں باقی ہوں حضرت ابو ہریرہ
 کا یہ حال تھا کہ کوئی کہہ نہا کہ سرور مر گئی تو یہ شہس ہو جاتے تھے کہ سرور سے پہلے نہا
 انتقال ہو نہ تا کہ سرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناست آگ و نیکی تھی نہا
 و فرم چنانچہ شاہین حدیث سے لکھا ہے کہ سرور میں جناب ابو سب سے پہلے مرے
 آگ میں ہو کر مرے اس نہیں کوئی کا ظاہر ہے کہ رہا تھا کہ آخر میں مر گیا و نہا
 میں ہو گا اور یہی مطلب اور ہرگز وہی کہے تھے لیکن مراد مراد کی اور سے
 مار و نیکی تھی۔ تہنیں الشاہدین میں لکھا ہے کہ ہر ایک ملک میں علی علیہ السلام کی جنت
 ان کے ملک میں جنت ہے و ہر ایک ملک میں علی علیہ السلام کی جنت ہے و ہر ایک ملک میں
 ان کے ملک میں جنت ہے و ہر ایک ملک میں علی علیہ السلام کی جنت ہے و ہر ایک ملک میں

آخر کو جلد سعد بن زہیر ہو کے کر اوٹ گئے واسطے جہان بن یوسف ثقفی نکاح کرنے کو وہ ابوجہر
 بن خدیج بکڑی کی اور خرم کتب کو گنگا دیا یا شاک کی ایک پتھر کے سہ سے جبر اسو
 کا کو مٹا دیا اور وہ شریعت میں جلد سعد بن زہیر کو شہید کیا اور جہت سے خون آتا
 کیجئے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر یہ شہین گوئی بہرہ تبصر شارحین حدیث کے
 واضح ہو چکی تو کیا جلد سعد بن زہیر حقیقتاً سینہ سے تھے جتنی سے عروہ اور سعید بن
 استر وایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف سے کہا تھا
 کہ میں تجھے قتل کروں گا سو واضح ہو کہ ابی بن خلف کا فرق قریش میں سے تھا جب آپ
 تھے میں قتل تو کتنا کہیر ہے پاس ایک گھوڑا ہے اور سپر سوار ہو کر تعین قتل کر دیا تھا۔ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں ہی تجھے قتل کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ سو روز جہان سعد
 اچھا تھا اور کیا کرسان بن محمد اس سے بڑھ کر ہے وہ بھیچین گئے اصحاب کرام سے چاہا
 کہ اس سے رکھیں آپ نے فرمایا کہ اسے دو جب وہ متصل پہنچا تب آپ نے اس کے حلق پر ایک
 جگہ زور سے خالی دیکر کر ایک نیزہ مار دیا ایک زخم پوست تلاش لگا کر اس میں سے خون
 بھی نہ نکلا کہ وہ گھوڑے کی گڑ اور پھر جہاک کے قریش میں جانا لوگوں نے کہا کہ تجھے کچھ
 اندیشے کی بات نہیں لیکن بالآخر اسی زخم سے وہ میں نکلا پھرتے ہوئے حاصل ہنم ہوا
 تو اس میں سے زخم و زحمت کا احد لکھا ہے کہ ابی بن خلف بنی ہاشم میں ملا تھا ابن عمر سے یہ
 کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بنی ہاشم میں چلا جانا تھا ایک بار کی ایک آگ شعل
 ہوئی میں اس کے متصل گیا سینہ دیکھا کہ ایک آدمی زہیر وں میں بندھا ہوا اس گ
 میں سے نکلتا چاہتا ہے اور چلا تا ہے کہ میں پیاسا ہوں اور ایک شخص کتا بکو ہے
 پانی سے مجھ پر یہ مقتول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ابی بن خلف۔ الحسن

فرمایا ہے وَلَاقِلَیْكَ یَوْمَئِذٍ نَّجْمٌ مِّثْقَالُ ذَرَّةٍ وَیَعْلَمُ سَمِیْعٌ ۚ وَیَعْلَمُ سَمِیْعٌ ۚ وَیَعْلَمُ سَمِیْعٌ ۚ
 ترسے اور جبکہ مانند ذرہ برس کے سبہ خدائی گنتی سے اور طہرائی سے تبسیر میں صفا
 دن نازل نہیں سے حدیث کی کہ کہ اپنے ایک خرابہ دیکھا اور حضرت مسال پناؤ کے
 سامنے بیان کیا احمدیث او میں جو بھی تھا کہ اپنے آپ کو بول سوال شد ایک منبر سات و دینے
 واسلے کے اٹھ اور دینے دن دیکھا حضرت نے اس کی تبسیر میں فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس
 کی جو اور میں پچھلے ہزار میں ہوں اس حدیث کو بہتی مٹے و لائل میں روایت کیا اور
 سنبلی مٹے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف اور ضعیف لیکن ابن عباس سے بطریق صحیح
 مروی ہوا کہ اور حضور نے کہا دینا بہشت روز ہے ہوں ایک ہزار برس کا اور ہرگز
 آخر میں اس کے مہرٹ ہو سے آواز جو ہر طہری مٹے اس اصل کو صحیح منبر یا اور شاعت
 اس کی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر میں کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ دنیا آخرت
 کے چھ دن میں سے ایک جمعہ ہے سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اور میں سے گزریں گے
 اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم و لائل میں کہا کہ یہ سید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک سو چھ
 آئین کے چھ دن میں سے اور سید بن جبیر نے اپنی تفسیر میں محمد بن سیرین سے روایت
 کی کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مروجہ کتاب میں ہے سلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
 آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تھا اسے خرابہ برس
 برا جب ہر دنیا کی مدت چھ دن کی تھی اور قیامت ساتویں دن میں مقرر کی
 پس چھ دن گزر چکے اور تم ساتویں دن میں ہو اور ابن اسحاق نے ابن عباس سے
 روایت کی ہے کہ یہ دو گنتے تھے کہ دنیا کی سات ہزار برس کی ہو اور ہم ہر بار کے
 عرض ایک دن ملا میں چھٹے ہیں کل سات دن ہر خدا ہے جو کہ قطع ہو بار کے

اس آیت اللہ تعالیٰ سے مازال فرمایا کہ قَالَ لَیْسَ فِیْهِ نَفْسٌ اِلَّا نُرِیْهَا اَنْتَ تَعْلَمُ اَنْتَ عَلِیْمٌ
 اہل جہنم اور اہل جہنم کے سکور وایت کیا اور جہنم میں جیسے جیسے ہوتا ہے جہنم میں
 اور ایت کی اور وختوری نے روایت کی کہ کن جہاد میں بہت شفقت کوئے خود کو ان
 لئے کیا کہ ایک ساعت پہنچے تین راستہ دو کہ انکو دنیا کی کیا مقدار چہنی جو وہ سنا
 ہزار برس کا ان قیامت کی کیا مقدار ہے ہونے چاہے ہزار برس کا سات دن میں
 انکا اگر آمدن سے اس ہاوسے کیا شکل ہے انشی خود کو ان اعداد و اشیاء سے معلوم
 ہوا کہ ہزار سال ہزار برس ہے اور حضرت رسالت آج کا جو دوا جو ساتویں ہزار سال
 اور شیخ جلال الدین بیہولی وقت قصیدت اس سہائے کے سوشنہ اٹھ سہائے
 اور ہی میں نہایت تفکر ہونے کہ سات ہزار برس تمام ہو گئے اور دنیا تمام ہونے
 ایک توبہ کی کہ ہزار حضرت کی اس کلام سے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں جسے کہ
 اکثر است میری ساتویں ہزار میں ہے وہ حضرت ذات خود ہی ہزار میں ہیں خود اپنے
 کہ کلام احمد بن حنبل سے کہ کتاب العلل میں وہ سب سے روایت کی ہے کہ کھنے دینا
 کے باج ہزار چھ سو برس گزرنے کے ہیں اسلئے کہ میں ہر زمانے میں ہوا انہما اور ملک گور
 ہیں و نکو جانتا ہوں انشی اور قول بن عباس اور مسلم کتابی کے کھنے سے بھی معلوم
 ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس گزرنے کے ہیں انشی لیکن اس توبہ کی سند قوی نہیں جو وہ اسلئے
 کہ قول وہ سب سند نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ وہ خون کے کوئی ہر ہزار سال میں دو بار
 کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے باج ہزار چھ سو برس کا گزرنے کا ثابت کیا اور کچھ حدیث قوی
 نہیں اسلئے کہ وہ خود کا میں اختلاف ہے دوسرے اس سے زیادہ کے قابل ہیں
 پہنچے صاحب توہم و تاریخ اور صاحب تاریخ بیت القدس سے تحقیق کی ہو کہ وہ اسلئے

ہو دبا دوا سنسٹریٹ ابتدائی چھ ہزار برس میں زمین کرین تو گنجانا پیش آیا۔
 انہیں دو جیسا کہ لگا ہر حدیث اور آثار مذکورہ اور موصوفین دیگر کے خلاف ہو رہا ہے۔
 نسبت کے حساب کے بھی غیر مطابق ہے سلاو دیکھ کر اس صورت میں مناسط تو مجبور ہو کر علم
 لست اور اکثر است ساتوین ہزار میں ہے اس واسطے اپنے تین ساتوین میں فرما
 ہی نہ بہت ہو جائے کہ کوئی مذہب حضرت ابتدا سے چھ ہزار میں ہو۔ اگر بہت
 دور کثرت علم و دین بھی پچھتہ میں پہلی توجیہ کی جائے باقی نہ رہی۔ اس بیان سے
 مسلم ہو اگر حدیث کا مطلب کچھ اور ہے کہ تشدد میں کے خیال میں مذکورہ اور اس
 کچھ یہ مضامین میں ہے کہ حضرت ایک آدھی مہینے کا اور چھ روز کا ان کا حال لاہر
 بعضی بات شاخین کے ذہن میں ایسی آجاتی ہے کہ اگر تشدد میں شیعہ شیعہ بن
 کرتے ہیں پھر حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رشتہ اور حدیث کے ذہن میں
 دے بنا کہ اس کے دو ہیں کچھ از کتاب تاویل و توجیہ کی حاجت نہیں ہے چنانچہ فرماتے
 ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جو اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہے اور صحیح جلال ال
 یہ دہلی کے اسکو جامع صغیر میں نقل کیا ہے اور مضمون اس حدیث کا غیر توجیہ
 موافق محاورہ لوگوں کے ہے کہ کوئی چیز کی بیان کرتے وقت کوشش کا بیان کیا کرتے
 ہیں پیدا پیش سے موت تک کا حساب نہیں کرتے ہیں اور اس حساب میں دو
 استعمال ہونے ہیں مثلاً ایک شخص کو چھ سال تمام کر کے ساتوین میں نہ لگایا
 بھی ہو سکتا ہے بلکہ ہفتے میں باعتبار اشکال کے آدھ بھی ہفتہ سا کہتے ہیں
 باعتبار غفلت کہ جس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ حضرت آدم سے اس
 تک چھ ہزار برس ہو کر ساتوین ہزار ششمی ہے کہ میں ساتوین ہزار میں ہوں۔

پس وہ افق بقتال دو مہ کے دنیا ہفتہ ہزار سال ہے اگر کین کہ ہم لوگوں کو چاہیے
 اتمام وقت موت تک معلوم نہیں ہوتی ہے۔ سو اس سے وقت کا علم تک پہنچا کرتے
 ہیں اور حضرت کو شاید کاشای دنیا وقت قیامت تک معلوم ہو سکے۔ سو اس کے تمام
 زمانہ انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو خدایا اس کا یہ جو کہ ہر اوستہ صبر و کبر
 قرآن مجید میں واقع ہے کہ طر قیامت کا سو اس سے اللہ تعالیٰ کے کسی کو فلا حق و باقی نہ ہو
 یمن سے حاصل نہیں چنانچہ فرمایا کہ *فَإِنَّ تِلْكَ نَارُكَ الْبَاقِيْنَ* یعنی تیرا نور فنا ہو جائے گا
 جس کا شوق ہے اس مقدس عین حضرت اور دوسرے لوگ برابر عین چنانچہ خود فرمایا کہ
إِنَّمَا تِلْكَ نَارُكَ تِلْكَ نَارُكَ یعنی اللہ تعالیٰ اور ال کتاب کو تعین الامام ائمہ میں امتداد
 ہے ال اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس
 نے تحقیق کی ہے کہ ولادت با سعادت آنحضرت کی مہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار
 ایک سو تین سو برس کے ہے اب سات ہزار برس سے تجاوز ہو سکے واسطہ طبع کہ اور
 کتنے باقی ہیں اور قیامت کب ہے کوینکہ *فَاعْلَمُوا أَنَّهُ تَحْتَ رَكْعَتَيْهِ* یعنی اس کے دو رکعتوں کے
 اتمام ہونی عبادت وہ پندرہویں کی موضع اچھا جتہ تک اس عبادت کے ایک کے نقل
 کر سکتے یہ فرض ہے کہ تمام محدثین سلف و خلف کا خیال اس سبب غلط ہو جانے خیال
 ال کتاب کے یہ خاکہ عموماً کیا آیت سے آخر قیامت سات ہزار برس کی ہے اور اس
 خیال غیر صحیح پر جو کچھ تحریرات کیں وہ سب غلات نفس لامر کلین کو قصود و نزول
 عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے ہر دو حضری مہرب غلط روایت و نیلات ال کتاب
 کے اس کے ذہن نشین ہو گیا ہو تو کیا اسے بتا دیتے لیکن اس خیال کی تصریح من
 احادیث صحیحہ جن کہیں نہیں پائی جاتی اور نہ قرآن مجید سے نہ صحیح ثابت ہوتی ہے

کیا جاتا ہے کہ انمولی صاحب ثابت کریں کہ یہ الفاظ حدیث صحیحہ ان کا نہیں
 بخدا صغیر سوچ و بین اور مولی صاحب انہوں نے خطاب کے مستحق ہونگے تو نہیں کیا
 حالت میں دیتے ہیں اور واضح ہو گا اگر مولی صاحب نے ان الفاظ کو حدیث صحیحہ میں
 ثابت بھی کر دیا تب بھی مقصود مولی صاحب کا حاصل ہو گا کہ انہوں نے مخالفت اور جان
 الفاظ صحیح بخاری کے ہر نسخہ الفاظ صحیح بخاری کو ہی دیکھی ہو مولی صاحب کے صرف
 اتفاق ہو گا کہ اس خطاب مستحق ہوا ہے۔ اسی اثبات میں کہ گفتگو یا جی یا جی کی نسبت
 جس ایسی کرنے لگے کہ جی ہی مسجد کے آئی کل کے لانا اور اہل کرنے ہیں جنہوں نے
 اور اب شافی ہو اور صحیح بخاری و تفسیر بخاری و غیرہ کے دیا اگر مولی صاحب
 کوئی اعتراض کا نہ ہوا یا جی یا جی کی بحث کوئی ایسی ہوں نہیں دیتا آئندہ کسی حدیث
 اس خط میں افتاء و حدیثی کو بحث بھی منع کیا ہو گی، سو وقت افتاء و حدیثی کو بحث نہ
 کہ مولی صاحب اپنے مسلک کے بموجب اعتراض نہیں کا جو اب دیوین جو عیسائی
 لوگ اہل اسلام پر کرتے ہیں وہ ہونا بیضاوی جن سے کا مقام ہائیں اور عینہ و قریب
 کے کھلم کھلا بیان مختار پاشا اس سے غور کرنا تھا اور بعض حضرات نے پلٹا کر کہے
 پلٹا کر کہے پاس لکھتے ہیں جہان عثمان پاشا ہوا کرنا تھا اور حضرتین اور جے ہا کے
 میں کو ہر مال میں لکھتے ہیں اور عرض نہیں کے ساتھ ساتھ میں سات آج بھی
 ہشت جن اور پانچوں و چھ و ساتوں میں ہیں مگر کہتے ہیں اور جے ہا کے
 کے پورا اسی طبع تک میری ہر پانچ یا جی اس وقت کے ساتھ ہر سالانہ وکٹ ہے
 خیال میں سمجھ رہے ہیں اور وہی مولی صاحب کا بھی خیال ہے نہیں ہے اس
 اعتراض کا جواب اور اس خیال کی تصحیح بقابلہ ضم کے جس نے تمام زمین کو حیات

کہ جسے ہر طرف مستحق الارض وغیرہ بنا ڈالی ثابت کیجیے واضح ہو کہ میری دشمنی نہیں
 ہو کر اس اعتراض کا جواب نہیں ہو سکتا بلکہ اس اعتراض کا جواب تو میرے پاس ایسا
 اثنائی ہو کر زرد ہو ہی چکا ہے اور زرد ہی تو اسے پہنچا دینا ہو ہی کتب میں ہوا زرد ہی کتب
 و اسباب نعم اور سنگ مقابلہ میں ہر مہینہ کے دم بھی نہیں مار سکتا میری عرض یہ ہے
 کہ تو کو ایسا سب کے خیال کے بموجب اسکا جواب نعم کو نہیں دیا جا سکتا اور وہ
 خیال بھی غلط ہو جو بموجب غلط فہمی حدیثوں کے یا تصدیق حدیثوں کو صحیح مان لینے
 سے پیدا ہوا ہے اور اس غلط فہمی کا ایک مرتبہ دراز ہے نتیجہ غراب پیدا ہوا ہے
 کہ حضرت مجتہد صادق کی کوئی پیشین گوئی یہ ملایان مجتہد صادق نہیں ہوئے دینے
 اور مجتہد صادق پیشین گوئی کا حسب اخبار مجتہد صادق کے طور میں آنا ہوا ہو سکتا ہے
 طریقہ سنت صالح کے بعد و کوشش تکذیب کرتے ہیں سنت صالح کا طریقہ تو سبک
 میں یہ تھا کہ کہیں غلط ورق کو مبینی مصحف کے لئے لیا ہو کہیں غلط قریش کے معنی
 انجور مان کے لیکر زید اور عبداللہ بن زیاد وغیرہ کا کو اسکا مصداق قرار دیا اور اس
 سے مراد اکابر امت یعنی صحابہ کرام و اہلبیت عظام مراد لے اور اہل بیت کے معنی کن
 کے بطور استعارہ مراد لے اور قریش کے معنی خلافت کے لیے اور کنگبرا شمار ہیں کہ
 شمار کیا عبداللہ بن زبیر کو مینہ حاکم قرار دیا اور زعم پرست خراش کا نام قتل حدیث
 وغیرہ یہ فراہی اسوجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ لوگوں نے معلوم عربیہ و فنون ادبیہ کا
 درس بالکل ترک کر دیا ہے علم معانی اور بیان کے محض بناؤ اثنائی جو صرف تراجم
 کتاب و سنت پر اکتفا ہی میزان مشعب صورت پرحد لی اور صلاح شد کا مدعی
 ہو بھلا ان حضرات سے کیا امید ہے کہ ان استعمالات لطیفہ کو کہیں اور معانی کتاب

مراد ہے کہ جو حق سے کاشکے اور عزت سے منکر ہیں **اقول** مجھ کو نہیں معلوم کہ کون
 صاحب اسکا کیا جواب دے سکتے مگر یہ بھی جان اسقدر کہ کتاب ہے کہ اس حدیث کی تاویل
 کا وقت کسی نہیں آیا ہے کیا ضرورت کہ ساری باتیں ایک ہی وقت میں واقع ہو سکیں
 ویکہ حضرت صلی اور علیہ السلام کے واسطے جو جو وعدے اور پشاور تین تینوں وعدہ ایک
 ہی وقت میں واقع نہیں ہو سکتے مگر وہ ممکن اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ
 اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ
 حضرت صلی اندر علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوا اور تمام اسکا وعدہ ہی یا جیسی کے
 وقت میں ہو گا حالانکہ وعدہ اسکا رسول کریم سے ہی ہوا اور علیٰ ہذا القیاس ہر ایک کے لیے
 و فیض اور تکلیف اس کے خزان کا جو بھی کریم سے موجود ہوا اسکا وعدہ اسکا پانچواں وعدہ
 و اشہد میں سے واقع ہوا اور اسی میں آنحضرت کے اوصاف و علامات و کتب و ہجرت
 سے لے کر میں اور میں بھی نور انور کرنا چاہیے **صلی علیہ وسلم** **صلی علیہ وسلم** **صلی علیہ وسلم**
صلی علیہ وسلم **صلی علیہ وسلم** **صلی علیہ وسلم** **صلی علیہ وسلم** **صلی علیہ وسلم** **صلی علیہ وسلم**
 غنائم خلافت اول کی نسبت قبل فیضیت ہوا کہ اگر کوئی عالم ہو یا اندازی اعتراض
 اور وقت میں کہنا کہ نبی موجود کی نسبت ہمارے بیان یہ خلافت کسی پر ہو کہ ایک
 قریب شل صفت مسلمان کے ہوگی تو اہل اسلام کی طرف سے اسکا کیا جواب ہوتا ہے
 ہر ایک کے کہ اسکا وعدہ کہ یہ وصف و خلافت اپنے وقت پر موجود ہوگی قبل ہجرت و تپا
 سنور کے اگر کوئی مخالفت اعتراض کرے کہ اس نبی موجود کی نشانی تو یہ ظنی ہے
 کہ ہجرت اس کے کی طبع ہوگی اور آنحضرت تو ابھی تک نہیں ہجرت اسکا جواب بھی نہیں
 ہو گا۔ بادشاہت ملک شام کی آنحضرت کے عہد فیض مذکور نہیں ہوئی بلکہ بعد

کر دینا ہے کیونکہ اس حدیث کا ترجمہ فعلی بھی اگر کیا جاوے تو صرف یہ ہو گا کہ کسی جگہ
 قریب ستارہ ہندو کے جو شق کے شرق کی جانب ہے آپ نازل ہو گئے ہیں زمین
 یہ کہنا ہے کیا کہ اس مسئلہ کے اور بوجہ عنصری آسمان سے اتر چکے۔ اور
 قاضی گنجی علیہ السلام نے بھی اگر یہ بیان ہو کیفیت اترنے اٹھنے کا تو ثری
 مشکل یہ ہے کہ شخص اوپر سے نیچے کو کسی چیز کے سہارے سے اترتا ہے وہ اس
 نشان سے زمین اترتا کہ صورت تمبلیان ہاتھ کی کسی شے ہر شے بلکہ یا تو دونوں
 ہاتھ ہر کسی دو چیزوں پر شے کا یا کوئی شے مثل جہان کے اوپر چپکہ اور گرا
 دیا۔ کرنی صورت ہو کی کردہ شان جو تھارے خیال میں کافی ہے نہ وہ کی۔ اور پھر
 اس حدیث کے کیا معنی ہو گئے کہ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ
 جو معنی اس کے ہیں وہی معنی اس کے بھی مراد ہو سکتے ہیں تاکہ سب مکلفات و ظاہر
 پناچہ کہ اسے جمع الہامین و قیل و قول و معنی انی اجمع توفیق لکھو بلکہ اصل
 معنی اٹھ لا کر کے وہی معلوم ہوتے ہیں جو زبردہ شیعہ شفا میں لکھے ہیں اَنْخَبَتْ
 الْمَلَائِكَةُ فِي الْاَسْمَانِ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ
 تَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ
 وَاَنْخَبَتْ الْمَلَائِكَةُ فِي الْاَسْمَانِ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ
 لَاحِظٌ خَلْفَهُ تَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ وَتَخْبِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمُ
 غرض یہ کہ اس پر ملائکہ کے بازوؤں سے صفات انورانی ملے مراد ہیں اور قیاس
 مکرنا چاہیے اور گو پرندوں کے بازو و پنہاں کے پرندوں کے سوا کے دو کے تین
 اپچار بازو زمین ہوتے ہیں چہ جائیکہ جو بازو ہوں۔ ان الہیہ بھوب مسلک

ایک دفعہ ایک گروا فریق کے ایک شخص نے ایک گرو کو مخاطب کر کے کہا کہ اے خدا تعالیٰ
 اپنے گرو کے لئے حق تعالیٰ کا قول کہ جو شخص اپنے گرو کو پہچانتا ہے وہ میرا خاص ہے اس کے مستحق
 ہے میں ارشاد فرمایا میں تمہارا دوست ہوں اور تمہارا دوست جو شخص ہے جو میرا خاص ہے
 اور اس کا واسطہ ہے میرا خاص ہے کہ ان آیات میں مراد میں ہے ہی اس کے معنی بھی سمجھتے تھے
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا گرو پہنچا دیا اور منافقین کے معنی میں ارشاد فرمایا
 کہ منافقین کا لفظ ہے کہ منافقین کا لفظ ہے کہ منافقین کا لفظ ہے کہ منافقین کا لفظ ہے
 ترجمہ شاہ عبدالقادر میں لکھا ہے حضرت کے اصحاب اور لوگوں میں پہنچا دیا
 نہیں کہ نہ تھی **قول** اس کے ساتھ فرم اور رشتہ ہو گی **اقول** اصحاب کتبہ ہم
 کتاب میں تو یوں لکھا ہے کہ جو شخص اپنے گرو کو پہنچا دے وہ میرا خاص ہے اور اس کا واسطہ
 ہے کہ اگر باقی روایات کو روایت بخاری پر ممول کرتے ہو تو ہم آپ کو کچھ نہیں
 نہیں اور مرزا صاحب کو کچھ نہیں ہے اور اگر صحیح بخاری کی روایت کو تسلیم کریں
 کہ تو ان روایات میں اجماع تو نہیں کیا ہو گی یہ تو کسی روایت
 میں تو ہو گیا وہ کے ساتھ روایت کا ہمارا اور باقی کی ضرورت کی اور کسی روایت میں ہے
 کہ جو شخص اپنے گرو کو پہنچا دے وہ میرا خاص ہے اور اس کا واسطہ ہے کہ اس کا واسطہ ہے
 اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کہ اپنے وقت پر ایسا ہی دجال پیدا ہو جائے جس میں دجال
 صفات بطلان حقیقت کے بھی پاسے جائیں اللہ تعالیٰ تو اس سے نیا وہ پر قادر ہے
 کہ وہ اس میں استیسا دیوں ہے اور مرزا صاحب کے لئے جو معنی دجال کے لئے ہیں اس کے
 اصحاب وہی ہیں جو زمانہ حال میں پیشہ و عمل رکھتے ہیں اور ان کی کثرت ہمیشہ
 معیورہ بھی ثابت ہو گئی ہے **قول** اور ان میں پہچان نہیں تھے کچھ پہچان

سوید من اشداد سکی تصدیق کے واسطے ہوتا ہے تو علمای زمانہ کی نگاہ میں
 کہتے ہیں یہاں تک کہ عقلی اور فطری باتوں کو سمجھنے والا جو انسان ہو جس کا عقل
 اور علم تو علم کے مذہب ظاہر پرستی اختیار کر لیا ہے اور اور علم مخالفین اسلام کے
 اپنی اپنی عقل ناقص کی پریشانی کی کسی مذہب کے پابند ہیں کسی کتاب کے
 پیرو مخالفین تو ایسی پیشین گوئیوں کو کیوں تسلیم کرنے لگے لیکن مخالفین بھی کبھی
 نہایت جگہ تک کہ ایک ایسا کہ حقیقی پیدا ہو کر مابین دونوں کا فاصلہ
 کے فاصلہ شریعت کا منوٹا کی بنا پر اس واسطے کہ پیر اور چھوڑ اور شکم اور شمشاد اور کائنات
 اور تمام سید و مرید و طویل ہوں کیونکہ اس کی (۱) جگہ جگہ کی گئی ہے اور
 منور ہے اور پیر اور پیر تشریف دار پیروانہ عثمان کے منور و جلال کے سوار ہوں اور
 ایک جانب اس کے منور ہو تو دوسری جانب دینی اور پیر کوئی ایسا شریعتی
 اور پیر ہیں اس کے منور کا گذر ہو کر منور اور منور ہوں اور پیر ہوں اور
 اور پانی کی شریعت اس کے منور کسی جلال و خیر ہوں اور تاکہ مخالفین کو روٹی اور پانی سے
 نوازے اور مخالفین کو آگ میں ڈالے اور پیر تشریف دار بھی ایسا ہو کہ ہوا اور بار
 باران اس کے پیچھے رہا ہو اس کے اور باد و دین سب کا رضانوں کے ایک منور
 ہیں جو حساب کے چھوڑ دینے پر روز روز ہوں ہیں تمام بلاد و دنیا کو روز و اس کے دین
 اور دین و جلال کے گدے کی تصدیق ہر جگہ احمد تعالیٰ کو سب قدرت ہے
 اس کا نام ہے احمد تعالیٰ کی شریعت کی شریعت مگر گذارش یہ ہے کہ ایسے کھلے نشان
 جس کا کوئی صداقت کو بھی نہیں دیکھ سکے تو وہ جلال کو جو رسالت کا دعویٰ کرتا ہے
 کر لیا کیونکہ اس کے پاس ہے اور اگر وہی جادوین تو خود بائبل اس کا گدہ نام قاضی سے

بھی بڑھ گیا اور سخت سلیمان بھی اوس کے در و دروازہ پر ہوا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے
 مَا آتَاكَ صَدَقَاتُ سُلَيْمَانَ مِمَّا فِي دَعَائِهِمْ قَبُولٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَكِبُونَ
 میں نے تعجب کیا۔ ایسا انسان یہ استعانات میں بھیجے کہ شواہد میں مذکور ہے چنانچہ قولہ
 اور لیلۃ القدر کو ایک زمانہ کیا اہلیت اور ایام منیلات سمجھتے ہیں ہاں جو دیکھ لیں انھیں
 کی تمہیں اور فضیلت میں کتنی بھیجی صریح حدیثیں صحاح میں مروجہ ہیں لیکن ہر اہل بیت
 اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے کہ حق تعالیٰ انھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کو بھی بخشے
 اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کو بھی بخشے کہ کلام قائل کی ہوا اہلیت پر مسلک مروجہ ہے
 اسے ولایت کو اسے مزا صاحب ہرگز ہرگز لیلۃ القدر مندرجہ حدیث کا انکار نہیں کرتے
 بلکہ برائین احمدیہ میں یہ تصریح لکھ کر ہے کہ لیلۃ القدر کے ظاہر معنی وہی ہیں جو
 مشورین اور ماویش میں آئے ہیں اور یہ معنی اہل کشف کے لئے ہیں جو
 استعانات لطیفہ اور کنایات لطیفہ پر مشتمل ہیں اور یہ تو ایک جملہ قرآن مشربوت
 کا ہے کہ اوس کے دلائل و اسرار کے شایع ہیں وہ اولیاء اللہ پر ہمیشہ کشف ہوتا
 رہتا ہے اور عارف بالانسان سے سیر نہیں ہوتا وہ لایزال ہے اللہ تعالیٰ
 وَكَانَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ وَلَا يُدْرِكُ أَفْئِدَتَهُ عَيْنٌ وَلَا يَمْلِكُ أَشْيَاءَ عِلْمِهِ
 علم ہے کہ کشف ہوتا ہے یعنی اور واسطے قرآن کے ظاہر ہے کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں
 اوس کے سمجھنے میں احتیاج نامل کی نہیں اور باطن میں یعنی بعضے نے قرآن کے
 محتج نامل اور فکر کے ہیں کہ نہیں سمجھتے اوس کو مگر خواہم مقررین علماء و اہل بیت
 اور ہر کوئی بقدر سمجھائی کے ساتھ قرآن کے مواخذہ کیا جاوے گا اگر عمل نہ کرے گا
 قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنِّي أَخَافُ الْعَذَابَ

[illegible]

صاحب نے بعد ایک مدت اور ان کے غمخیز رہ کر درخواست مہالہ کی بڑا بے رحم ہو کر
 کہہ دیا کہ تم اس مرتزا صاحب اور بارہ مہالہ موہوی آجیل صاحب کے کیسی سٹاپین
 شرطی ہوئی کہ وہ میں ایک شرط بھی قوت دے سکتے نہیں پانی بھلائی درخواست مہالہ
 عبدالحق صاحب کے کہ وہ میں کوئی ایک شرط مہالہ بھی نہیں پانی جاتی بلکہ ملائی
 سنت ہے اس لئے مرتزا صاحب بار بار اصرار فرماتے ہیں کہ او تو ایک جلدی
 کا متعلق ہو جس لئے متنازع فیما بین جو شکوک و شبہات جانب مخالف بیان کریں
 اور تحریر ہو جائیں اور بعد از مرتزا صاحب ان سے کہاجواب دیں اور تقدیر فرمائی
 ملائی اور جوابات کی تحریر ہو کر عام لوگوں کو سنا دیا جائے اگر اسپر بھی شکین ہو
 انہوں پر مخالفین کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں حلالہ اسکے ہمراہ رسالہ فتح
 اور توضیح قرام کے مرتزا صاحب کے یہاں اشارہ بھی دیا ہے کہ جینک تیسرا رسالہ ملا
 اور ہم ملج ہو کر شائع ہوئے تب تک کوئی صاحب علم مخالفانہ تحریر نہ کریں اب
 ناظرین کو معلوم ہوا ہو گا کہ درخواست مہالہ میان عبدالحق صاحب کی طرف سے
 کیسی خلاف سنت واقع ہوئی ہے اور محمد آد مرتزا صاحب کا ہے کیا صاحب
 سنت ہے اور قیاس کہنا درخواست مہالہ میان عبدالحق صاحب کا اور پھر
 مہالہ مرتزا صاحب کے کہ قیاس مع الفارق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ صاحب کا اور پھر
 ہے کہ مرتزا صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے پہلے کی نسبت تمہارا متنازع موہوی
 تہ ترین صاحب وغیرہ سے کہو بعد اسکے جبکہ مقام مہالہ پر پوسنا اور کچھ
 داندور میں مقالہ کا مردانہ روشنی و گرمی ہے کہ کار و توان جیلوئی شرکی
 ہوا کہ حیات آدر و دیگر یہ غیہ تافریہ مرغ ران مرغ گیر یہ کہ تھنوں ہشتا

شمار سے پہلے کا متن اولیٰ الی آخرم مخالفت کتاب و سنت تو اس کی مخلوق کو کچھ
 پہنچاتے ہوئے ہے۔ خریبک خدا کا رت نہ کسی باور نہ کرے۔ مشتاقی
 کیا اس کے سلطان بن پڑھیں علیہ السلام کے اسم کی امید کئے ہیں یا دیال سے
 خوف رکھتے ہیں اور ایسا القدر کو ڈھونڈتے ہیں سب گمراہی پر جن کیا برآئین
 اور بد ثبوت کے معنی سمجھا ہے۔ بلکہ آج تک کہ یوم الاثنین ۱۰ ہجری ۱۰۰۰
 ہجری ہے سو اسے آپ کے اور کسی کی بکرتہ نہ اسے اس قول البتہ گراؤ دے
 ہو کوئی درخواست یہاں مخالفت کتاب و سنت کے کتاب ہے اور سلطانوں کو تیر
 لعنت کا نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ حسب اشتداد مرزا صاحب کے کہوں نہیں ایک مل
 کا جلد متفقہ کیا جاتا ہے۔ سب شرائط سوال و جواب ہو کفایت ہو اور اذا
 شعثا اور تقدیم شمع و آخر جو شرائط یہاں سے ہے اولاً ہو جائے پھر اسکا اثر
 اور نفع معلوم ہو تو یہاں حسب شرائط مضبوطی عمل میں آوے ورنہ سلطانوں
 کو خلاف کتاب و سنت تیر ملاست و لعنت کا نشانہ بنانا ناقض کلام ہے اس کے
 یہی یہ بات کہ صحابہ کو ائمہ کی ان احادیث کا مطلب وہی ہے کہ ہے جسے جو یوم
 الاثنین ۱۰ ہجری ۱۰۰۰ الاخریٰ لعنت ائمہ آپ لوگوں کے خیال میں ہے ۱۰۰۰
 تو ثبوت اسکا آپ کے ہفتے ہی یہ نقل صحیح تمام صحابہ سے ثابت کیجیے کہ سب نے شلا
 نزول میں ہی کی نسبت یہ کہا ہو کہ یوم الاثنین ۱۰ ہجری ۱۰۰۰ عتقہ من السماء
 لکھنا شیخ کاؤدہ لکھنا لکھنا دہ اوٹا نیا یہ عرض ہے کہ قبل از وقوع ہر ایک پتھر کی
 کی اہمیت اور حقیقت معلوم ہو جانی بھی کچھ ضرور نہیں بلکہ جو سنا ہے کہ خود اہم کو
 اسکی باہت اور حقیقت معلوم ہووے قائدہ حاجت میں شاہ سولانا ولی احمد

صاحب تحریر فرماتے ہیں: مترجم گوید: شہداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب وید نہ
 کہ بھرت کر دے اندر بیٹے کو نخل بسیار دار و بوس و بھر بجانب یامرد و بھر رفت و بوس
 مرید بود و شہداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب وید نہ کہ بیکر دار و بھر داند و خلق فقیر
 بیکند پس و بھر آمد کہ در همان سال انجمنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہای
 مستحق شد و در امثال بقصود استخوان مخلصان و منافقان در میان می آید
 و اللہ اعلم انشی قبل از وقوع پیشین گوئی کے صحابہ کرام سے بیکر انجمن سبک
 مکتف اس حرکت میں کہ اس کے ظاہر پر ایمان لادین اور تاویل و سکی حوالہ نام
 اگلی پر کہیں اور جب وہ پیشین گوئی کسی طرح بر واقع ہو بشرطیکہ تاویل صحیح سے ہو نہ
 تاویل فاسد سے تو اس کی تصدیق کرین نہ نہکار دکن یہ کہ لفظ تعالیٰ کی
 بیان ہو کہ تاویل از این کلمات پس ممکن شد و حقیقت بر سر غریب و غریب اور واضح ہو
 کہ کسی شہید کی بی جہتیت کا مبنی نہ کہ کوئی مبنی بری مکتف از مکتف ہی ہے
 جو صاحب جز اللہ سے تحریر فرمائی کہ استخوان مخلصان و منافقان در میان گنم
 پس اگر ملای سلف ان پیشین گوئیوں کے ظاہر پر ایمان لاسے اور اس کی
 تصدیق کی لیکن خبیثت اور اس اہت کا علم پروردگار سے دستے اسی حکم پر
 مصلحت کے کہ استخوان مخلصان و منافقان در میان آید و نہ کہ نریا تو کوئی نہ تھا
 اس سے سلف کے طریق نہیں آیا کہ شہداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب وید نہ کہ بیکر دار و بھر داند و خلق فقیر
 انجمنی بود و شہداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب وید نہ کہ بیکر دار و بھر داند و خلق فقیر
 انجمنی بود و شہداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب وید نہ کہ بیکر دار و بھر داند و خلق فقیر

اِن اَمَّا رِیْ اَکْبَرُ کَا کَوْنُ کُلِّ رَفِیْعٌ لَکَ هَذَا کَمَنْ عَشَرَ اَللّٰهُ یُکْضِیْہُ سَرَّ اَکْبَرُ اَللّٰہُ قَوْلُہٗ
 کیا آپ ہی کے خواب درو یا حج میں یا کسی اور امنی کے بھی ہیں بھی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں سب سے آپ کے حق میں دیکھا ہے میں نے شاکر کے لئے
 تیسرا سکی یہ دیکھی کہ جو کوئی دنیا میں مسلمانوں سے ملے وہ ہوا قیامت میں بھی جنت
 ہو کر دوزخ میں جائے گا اور جو وقت میں یہ سارا کرنے کے لیے استخارہ کیا تو اسلام
 ہوا سب سے پہلے کتب تصییر اور سکی یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص رسول خدا
 کی احادیث کو رد کرے اپنی ہوا کے موافق تو گو یا وہ ابوبصیر کا تابع ہوا اور اپنی
 اے رتہ دوزخ میں جائے گا **اقول** مرزا صاحب ہرگز اسکے قائل نہیں کہ اسلام
 کامل انور اولیا کا چٹا نو یا جنت منور بلکہ کتاب ہدایت احمدیہ کا ایک مقصد اعظم
 بنو ہوا مقاصد غییر کے یہ بھی ہے کہ مرتبہ اسلام و مکالمات ائمہ کا پچھلے اولیا شہر
 کو بھی حاصل ہوا اور اب بھی بشرط اتباع کامل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جنہوں کا مل کو حاصل ہو سکتا ہے اور آئندہ کو بھی حاصل ہو گا اس باب میں جنہوں
 نے عدا یا تشکلات مشتمل فرمائے ہیں مگر یہ یاد ہے کہ صرف دعویٰ اسلام کوئی
 اسلام کی تصدیق نہیں ہو سکتی آپ نہیں جانتے کہ ہر ایک دعویٰ کے واسطے ایک
 بیٹہ بھی چاہیے وہ بیٹہ کیا ہے دعویٰ اسلام پر خرق عادت ظاہر ہونا اور نشانی
 آسمانی جو مقدمہ بشر سے خارج ہو اور اس ملم کے ہاتھ پر صادر ہونا شرعیہ اتباع
 کتاب پرست اگر اس طرح جیسا کہ آپ کہتے ہیں ہر شخص کا اسلام تسلیم کر لیا جاوے
 تو ہر ایک شخص و قبائل کو اب مسائل شرعیہ کتاب و سنت کو گزر کر دے اور ہر
 شخص موافق باہل ہر پرست و تہر پرست اپنی ہوا اور نفس کے موافق اسکا تم شیخ

گو کہ جسے اگر آپ کو دعویٰ الہام ہے تو بعد سے مدینہ اولیٰ کے کوئی نشان آسانی
 دکھلاو پھر نشان آسانی دکھلائے گئے آپ کے الہام کا وہی مرتبہ ہے جس کو شکر ہے
 ہیں کہ الہام و کشف اوہام کا کوئی ایسی شے نہیں ہے جو اسباب معلوم عقین سے ہو
 اور محبت شرعی گردد اما جادو سے جو غیر محبت ہو سکے مرزا صاحب اپنے دعویٰ الہام پر
 بہت سے نشان آسانی مخالفت اور موافق کو دکھلا چکے ہیں اور اگر آپ کا یہ خواب و
 الہام سچا بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی مرزا صاحب کے واسطے کچھ مضرت نہیں کیونکہ مرزا
 صاحب نے جو طریقہ سوا اور اعظم کا اپنی حکمت میں ہے وہ نہیں چھوڑا بلکہ بعینہ وہی طریقہ
 صواب کراہم و تابیین عظام و اولیای کرام کا اختیار کیا ہے۔ سو بکا یہی طریقہ تھا کہ
 اسباب کو فی پیشین گوئی کسی طرح واقع ہونی بیشرطیکہ تاویل صحیح سے ہونہ تاویل
 فاسد سے اور اسکی تصدیق کرنے کا انداز و نگہ زیب پس اگر یہ خواب آپ کا صادق بھی ہو
 تو بھی اور سکا وہاں آپ ہی پر وار و سہ کہ تصدیق پیشین گوئیوں میں جو طریقہ سوا اور
 افضل کا تھا اسکو اپنے ترک کر دیا ہے اور سراسر الہام سے بھرنی دیا و احکامات طلب اگر صاحب
 نے مارج متعلق تصدیق تسلیم کر لیا جاوے تو چھوڑ اسکی نصیب معلوم ہوتی ہو کہ جو
 شخص جملہ صادق کی پیشین گوئیوں کو باوجود آجائے اسکی تاویل صحیح کر اپنے
 خیالات کے موافق رو نگہ زیب کرنا ہے تو گویا وہ اولیٰ و سب کے تابع سے وہ و شیخ
 میں جاو گیا کیونکہ اسنے ترک کر دیا وہ طریقہ سلف صالح کا جو واسطے تصدیق پیشین
 گوئیوں کے سلف میں معمول بہ تھا کہ زلف سے وہ پیشین گوئیوں و کیوں جو سابق علمی
 نہیں قبول ہوا اور بار و دیگر بابت اتھارہ کیا تو پھر الہام ہو اذ کہ چھوٹا و بڑا
 علیٰ الہام ہی تھا کہ انکے قلوب و کھنڈے متعلق کوئی چیز نہ تھی کہ انکے آخر اشتہار بہ

ہوا مرنے کا وقت لکھا تو لکھنے کی جگہ آتے اور وقت سے پہلے ان خدا کی بات اور ان کی نصیحت کے
 سنی خلافت بخاریہ و اہل سنت کے رفعتی کے ہی سے چارین تو پھر نزول کے بعد جب دنیا
 ہوئی وہ زمانہ داخل ہوا اور ہمارے آتش و در کا سا ہو رہا تھا پس یہ تک سنی دینی
 کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ہو چکی بعد وفات کے یہ سوال و جواب واقع ہوا کہ
 کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ بغیر سیاق آیت کے یہ قصہ تو قیامت
 کا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سیاق میں لفظ یوم کا موجود ہو تو اس کا جواب یہ ہے
 کہ صرف لفظ یوم کے موجود ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ معاملہ سوال و جواب
 زبان استقبال یوم مشروئہ کو واقع ہو گا بلکہ جہاں تک حقائق عقائد مشروئہ کے
 کے یوم قیامت وقت موت سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور یوم مشروئہ کو توکل حساب
 و کتاب ہو کر فیصلہ دے ہو گا اس کا نام تو یوم الفصل ہے اگر کوئی کہے کہ پھر اس پر کیا
 آیا سنی ہو گئے کہ ان میں اختلاف ہے کہ یوم کا کیا ہے تو یہ بھی معلوم اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اہل کتاب اور ایمان لاویں اور یہ
 قصہ تو بعد نزول ہی کے ہو گا تو جواب اس کا ہے کہ ضمیر میں وہ میں راجع طرف
 کتابی کے ہے پھر لفظ اہل کتاب دلالت صریح کرتا ہے اس واسطے کہ دوسری قرأت
 میں یون آیا ہے جو بھلائی و غیر میں لکھی ہو گی اس واسطے کہ وہ یون ہی ہے جو
 ترجمہ ہے جو اور جو فرقہ یہ کتاب دالون میں سوا دوسرے نہیں لاریں گے اپنی موت سے
 پہلے پس تفسیر آیت ایسی چاہیے جو موافق ہو قرأت دوسری کے نہ ایسی تفسیر
 مخالف ہو اس واسطے کہ قرأت غیر متواترہ بھی حکم حدیث احادیث کا رکن ہے اب میں
 اس فرض اول کو فرما کر کہتا ہوں ساتھ بعض صفحات اس میں الزامات کے جو حدیث

سے ہندوہم جوئی بن۔ علیہ السلام کا صحیح بخاری میں یہ لکھا ہے۔ وہ گندم گونہ اور
 اس کے بال کمرنگ اور اگلے نہیں ہیں اور کان تک لگتے ہیں۔ شب اور صبح سکر
 وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ اس کا لہو سفید ہے اور اس کا لہو سفید ہے اور اس کا لہو سفید ہے
 اور مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح ہندوہم
 صلوات وغیرہ احکام قرآنی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور ان کا نام ہوگا
 اور کوئی جہد گزیریش لاویگا اور کسی جہاد گزیریش کا دعویٰ نہیں کرے گا یہ سب صفات
 اس صحیح الزمان میں موجود ہیں۔ اور صفت اس کی یہ ہوگی باطل کرے گا اور دین نصرانیہ کو
 اور سناو پکا اٹارے اور اس کے گوشل خنزیرہ وغیرہ کے اس صحیح وقت میں یہ علامت ہیں
 بخوبی ثابت ہو رہا ہیں احمدیہ کو دیکھو تب معلوم ہوگا کہ ایسا بجالا دین نصرانیہ کا
 ایک ملای است میں سے کسی نے نہیں کیا اور یہی یہ علامت ابتدائی ہوئی
 اور سبک بھی نہیں پونجی یعنی نصف کتاب بھی شایع نہیں ہوئی اگر کوئی کہے کہ
 نقل خنزیرہ اور کس صلیب کے جو تھے یہ معنی ہے کہ تو یہ خلافت ظاہر میں ہوا ہے اسکا
 یہ ہو کہ یہ معنی صریح جتنے ہی نہیں کیے شرح بخاری کو دیکھو اور نہیں لکھے ہیں۔
 جیسے نقل اور موقع پرستی حقیقی کا مراد لینا یہ کام انجین کا ہے جنہوں نے مسیحیت
 پر حکم صحیح بخاری تمام کر لی ہے یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اگر کسی مسند کی آیت
 کسی شخص کی طرف خلافت تعلق ہو یا خلافت مروت ہو تو یہ وجہ علم بیان کے دبا ہے
 یہی سناو مجاز حقیقی ہوتی ہے پہلا کوئی تبارا سے تو کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت
 خاتم النبیین تک کسی نبی سے یہ پیشہ اختیار کیا ہے کہ خنزیرہ کا شکار کیا ہے
 اور یہ بات عادتاً تمام دنیا کے خلافت ہو تو پھر حضرت مسیحی کیونکر خنزیرہ کا شکار

کہتے ہیں کہ پانچویں صفت اونگی یہ ہو کہ اس کے وقت میں ایسے عوامین شریف
 پیش آویں گے کہ جہاں ظاہری کا وقت ہوگا بلکہ بیعت قائلہ براہین اس کے سوا
 مخالفین کو ہزیمت ہوگی اور مخالفین دین اسلام میں داخل ہونے کا صریح ہمارے
 اصل نفع میں صریح الحرب کا نقطہ ہو اور دوسرے نفع میں بیعت انجیز کا نقطہ ہو
 حاصل مطلب پہلے ہی نفع کے موافق ہو سکتا ہو یعنی جب انصاری مسلمان بن جائے
 تو نیز یہ لینے کی کیا حاجت رہے گی۔ ہذا فیہ اخبار اس کے سنا جاتا ہے کہ اس مسیح الزمان
 کی دعوت و برکت سے بعض انگریز بعض جگہ مسلمان ہونے جاتے ہیں جنہیں حضرت
 اوسکی یہ ہو کہ لوگوں کو مال کی طرف بلا دیا اور کوئی قبولی نہ کیا پڑھو اس حدیث
 کہ تِلْكَ نِعْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ لَوْ كُنْتَ عَلِيمًا تَمَّ بَعْدُ اس کے کیا معنی ہیں ایک معنی یہ بھی ہے
 جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں اس مسیح وقت نے اول تو دس ہزار روپیہ کا اشتہار
 نذر کیا ہوا ہیں احمد یہ تمام دنیا کی اطراف میں منتشر کیا ہو اور تانیا پاسٹور و بیہ
 کا اشتہار سندھ کھل ابراہیم شایع کیا ہو اور ثاں ابراہیم پادری کلان کو دو شور و بیہ
 باہور دینے کا وعدہ فرماتے ہیں چنانچہ اپنی جن تحریرات میں لکھتے ہیں کہ ہما شتا
 بین شایع کو چکے ہیں کہ کوئی نامی اور معزز تمام پادری صاحبوں سے جسکی شہادت پر
 اوسکی قوم کو اعتبار ہو سکے ایک برس کے لیے ہمارے پاس تھا اسے اگر اس جتن
 ہم اپنے دعوے متذکرہ بالا میں درج ہو گئیں تو بحساب دس سو روپیہ ہمارے ہنگام
 خرچہ اوسکو دیا جائیگا اور اگر ہم سچے نکلے تو ہمزہ بات کے اور کچھ نہیں چاہیے کہ وہ
 عیسائیت سے جی تو یہ کر کے مشرف اسلام ہو جاوے۔ ہذا راجع مستتر ہے کہ
 اندر من مراد ابادی سے لاہور اگر لکھا تھا کہ نشانی اسمانی میں دیکھا جاتا ہوں یہ

جو میں نے دیکھا وہ یہاں لاہور میں داخل کر دین تاکہ اگر چاہو نہ کھا سکو تو میں وہ
 روپیہ لے کر ان چنانچہ اوسکی اس شرط پر چوبیس سو روپیہ بنگ لکھ لاہور میں بھیجا گیا
 جسکے پوسٹنے پر وہ قرار ہو گیا پھر اُسکو بنگ لکھا کہ اگر چاہو پس دن بھی تو میرے
 پاس رہے تو میں خدا تعالیٰ کے حکم سے جبکہ موافق تیری اس دعا کے آسمانی ثنائی
 لکھا سکتا ہوں لیکن اسلام قبول کر کے پر طیارہ رو گروہ رو پوش ہو گیا۔ سنائو ان
 وصفت اور کایہ جو کہ شہنا اور تہا فاض اور تہا سند اوسکے سبب سے ہاتھ ہر ایک اس
 صفت کا شریع بھی جو چلا جو لوگ اس سبب سے وقت سے غن ارادت رکھتے ہیں ان
 یہ صفات دوسرے نہیں پائی جاتیں۔ جیسا جیسا لوگ اوسنے ارادت پیدا کر کے جانا
 ویسے ویسے یہ صفات دوسرے دور ہوتی جیسا وہی شراعت عشر وکیل تبلیغ کو دیکھ کر خود
 علامت اوسکی یہ ہو کہ وہ ایسے زمانے میں آویگا جو تمام ارباب شریعت و فتن سکے
 و شنائی نقطہ ارتقا ع پر پونچے ہوئے ہوں گے اسی واسطے تمام محدثین باب مذکور
 حدیثی کو کتاب الفتن کے آخر میں لائے ہیں جو وقت کہ میں یہ مقام لکھ رہا تھا اس
 فتح اسلام اور توضیح مرام حضرت مجدد الوقت کے یہاں سے تیار کجیت و چہر
 شعبان ۱۲۸۰ ہجری قمریہ ڈاک میرے پاس پہنچے اگرچہ سابق میں بہتر ہو گیا
 مینے اُنکو دیکھا تھا مگر مضامین اوسکے یاد نہیں رہے تھے اس اثنا میں صفت
 تصدیق رسالہ فتح میں پائی گئی لہذا اوسکی عبارت بعینہ بنا کر تبرک فرماں سے
 میں درج کرتا ہوں وہ ہذا۔ یہ زمانہ تین تین ہجری یہ ایک ایسا زمانہ ہو کہ ظاہر کرے
 اور روح اور حقیقت سے دوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی
 اور اخلاقی پاکیزگی سے جہوری اور لایح اور سخی اور حسد و دنیا سے سوری

زمانے میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی رہی کہ جب حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور
 کے وقت یہودیوں میں پہلی ہونی تھی پس جیسے یہودی لوگ اس زمانے میں
 بجلی حقیقی نیکی سے چھینے ہو گئے تھے صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور
 علاوہ اسکے دیانت ایمان اور اندرونی صفائی اور عدالت اور عین سے بالکل کٹھ
 گئی تھی بھی اہم روی اور پکے رحم کا نام و نشان نہیں رہا تھا اور انوع اقسام
 کی مخلوق پرستی سے یہود حقیقی کی جگہ کے لی تھی ایسا ہی اس زمانے میں تھا
 بلائین ظہور میں آگئی ہیں حلال چیزوں کو شک اور شکورانه فروختی کے ساتھ
 استعمال نہیں کیا جاتا ماحرام کے ارتکاب سے کوئی گراہت اور نفرت باقی نہیں رہی
 خدا ستانی کے بزرگ حکماء و بکون کے ساتھ ناں دیے جاتے ہیں تہا سے اکثر
 عدا بھی اور وقت کے تقیہوں اور فریبوں سے کم نہیں مجھ بھانٹتے اور اونٹ
 کو نکل جاتے ہیں آسمان کی بادشاہت کو گون کے آگے بند کرتے ہیں نہ تو آپ
 اور عین جاتے ہیں اور نہ جاتے والوں کو جاتے دیتے ہیں۔ ایسی چڑی نمازین
 پڑھتے ہیں مگر دل میں اس یہود حقیقی کی محبت و عظمت نہیں تبصرون پر چھکر
 بڑا رقت نامیز و عطا کئے ہیں مگر اون کے اندرونی کام اور ہی ہیں عجیب ہیں
 اون کی آنکھیں کہ باوجود اون کے دلوں کی سرکشی اور مفسدانہ ارادوں کے روئین کا
 عکس رکھتی ہیں اور عجیب ہیں اون کی زبانیں کہ باوجود سخت بے گانہ ہونے کے
 آشنائی کا دم بھرتی ہیں وسیط یہودیت کی خصلتیں ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی
 ہیں تقویٰ اور خدا ترسی میں بے تفریق آگیا ہی ایمانی کمزوری سے انکی محبت کو ٹھنڈا
 کر دیا یہودیت میں لوگ دے جاتے ہیں۔ اور ضرورتاً کہ ایسا ہی ہوتا کہ

حضرت عثمانی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور پیشین گوئی فرمایا کہ میں کہ
اس وقت ہر ایک نماز اٹھنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت اور جنگی مشابہت
پیدا کرینگے اور وہ اسے کام کر دکھائینگے جو یہودی کر چکے ہیں یہاں تک کہ اگر یہودی
جو ہے اس کے سوا باقی میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہونگے تب فساد کی

اصل میں سے ایک ایمان کا تعلیم دینے والا پیدا ہو گا اگر ایمان ثریا میں مطلق
ہوتا تو وہ اسے اس جگہ سے بھی پالینا چاہتے ہیں گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہر سبکی حقیقت اللہ ام آئی سے اس طرح پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت
ظاہر کر دی اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے اللہ ام کے ذریعے سے کھول دیا کہ حضرت مسیح
دن مرگم بھی اور حقیقت ایک ایمان کا تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے جو
سو برس بعد پیدا ہوا اس نے اسے میں جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت ثابت کر دے
ہو گئی تھی اور وہ یوں کہ زوری ایمان کے ان تمام خدایوں میں نہیں گئے تھے
جو حقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں پس جبکہ اس است کو بھی اپنے جی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت کے بعد پرچہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات
انہیں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ تاہم پیشین گوئی
پوری ہو جو ان کے حق میں تھی پس خدا تعالیٰ نے اس کے لیے بھی ایک ایمان
کا تعلیم دینے والا مثل مسیح اپنی قدرت کا واسطہ سے بچھا دیا مسیح جو آسمان سے والا تھا بھی
جو علیہ ہو تو قبول کر دے جس کسی کے کان سننے کے ہوں سننے یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے
اور لوگوں کی نظر میں عجیب اور اگر کوئی اس امر کی تکذیب کرے تو سپیڈر ہوتا ہے
کی بھی تکذیب ہو چکی ہو انتہی انتہی غفلت و غور و کاہستہ تھی جس کو کلامی سے

کلامت لعل کما نزلت نشان اوسکا یہ ہو کہ کوئی مخالفت اوسکے مقابلے میں نہیں
 سکتا ہرچند کہ اشتہار دینے جاتے ہیں کہ اگر ٹکڑا شک ہو تو مقابلے کے لیے آؤ
 لیکن کوئی مخالفت مقابلے پر نہیں آتا اوسکے مقابلے سے ہر مخالفت پر موت سی
 اہمائی ہو جسکے فی حق کلامت لعل کما نزلت نشان اوسکا یہ ہو کہ کوئی مخالفت اوسکے
 مقابلے میں نہیں آتا اوسکے مقابلے سے ہر مخالفت پر موت سی
 مسیح اور اس شیل مسیح میں یہ ہو کہ اہل مسیح کے نکل حنین کیا تھا اور نہ اوسکی
 کوئی اولاد ہوئی اور شیل مسیح کھل بھی کر گیا اور پیدا کیا ہوگی اوسکے لیے اولاد
 یہ نشان بھی اس میں بخوبی موجود ہو کہ متعدد نکل حنین کے اور اولاد بھی ہوئی بلکہ ہر
 اپنی اولاد کا اوسکے اشتہار الہامی دیا ہو کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہو نہوا
 ہو جو موت جس کے تجاؤز نہیں کر سکتا اس اشتہار کی بحث مخالفین کی طرف سے
 ایک ہو رہی ہے اس الہامی کی نسبت اوسکو اس قدر اصرار ہو کہ اگر مدت مقررہ سے
 ایک دن بھی باقی رہ جاوے گا تو خدا سے عذر ہو اوس دن کو ختم نہیں کر گیا جسکے
 اپنے پاک وعدے کو پورا نہ کرے۔ ایسا الناس ان نشان شد اور آپا ستہین ہوز
 کرو اور بہت ہٹ اٹھا رو کذب کے درپے ست ہو اور حنین ابھلی نایح بہت دشمن
 شبان مشا اہجری کی واسطے تصدیق مخیر صادق یعنی خاتم النبیین کے ابد اور
 بلند بغیر بزدلی اور حنین کے اوسکی تصدیق کرتا ہوں اور بخند ست گندہین کے بعد
 مجز و نیا عرض کرتا ہوں کہ ایسا نہ کہ انجام کار اوسکو نہاست حاصل ہو فرمایا اللہ شاک
 سے عن یسکر وکے کلامت لعل کما نزلت نشان اوسکا یہ ہو کہ کوئی مخالفت اوسکے
 مقابلے میں نہیں آتا اوسکے مقابلے سے ہر مخالفت پر موت سی

